Majallah-yi Talim o Tahqiq
مجلہ تعلیم و تحقیق
Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan
مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان
ISSN (P): 2618-1355, ISSN (Online): 2618-1363
Issue 2, Vol 7 ,April- June,2025
شمارہ ۲، جلد ۷، اپریل—جون، ۲۰۲۵

فرقہ واریت کے سدِباب اور فروغِ امن کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا تنقیدی جائزہ

A critical review of the recommendations of the Council of Islamic Ideology to prevent sectarianism and promote peace.

محمد اویس اسماعیل[1]

ڈاکٹر زینت ہارون[2]

Abstract

When sectarianism takes root in a country, it acts like a slow poison—damaging its very foundations. It becomes a barrier to development, peace, and stability, turning progress into nothing more than a distant dream. In such a society, fear replaces peace, instability takes the place of order, and mutual love gives way to hatred. Eventually, that nation is reduced to a cautionary tale of the past.

Pakistan was founded on a vision of unity—built on the principles of brotherhood, mutual respect, tolerance, and the acceptance of intellectual differences. For as long as open-mindedness and tolerance thrived in the country, so did peace and harmony.

However, once the culture of respecting differing opinions began to fade, divisions deepened. People began organizing themselves along lines of sect, ethnicity, language, and race. This gave rise to groups and organizations that not only promoted narrow views but also openly criticized one another. As a result, the country's peace and security started to deteriorate, leading to growing instability.

Recognizing this dangerous trend, the Council of Islamic Ideology has repeatedly emphasized the need to combat sectarianism. In its annual reports, the Council has put forward several key recommendations aimed at promoting unity and curbing division. These recommendations require effective legislation and implementation by the government.

This article reviews those recommendations and explores how they can play a vital role in eliminating sectarianism and restoring peace and stability in Pakistan.

Keywords: Pakistan, sectarianism, Council of Islamic Ideology.

[1] ۔لیکچرر، آرمی پبلک کالج، سی او ڈی۔ کراچی۔

[2] ۔چیئرپرسن، قرآن وسنہ ڈپارٹمنٹ، جامعہ کراچی۔

کسی بھی معاشرے میں امن وامان کی بہتر صورتِ حال اس معاشرے کے استحکام اور ترقی کا باعث ہے۔اللہ تعالیٰ نے کسی بھی قوم میں امن وامان کی بہتر صورر تحال کو اپنے احسان اور رحمت سے تعبیر کیا ہے۔قرآن مجید میں ایک قوم کی مثال دیتے ہوئے فرمایا گیا کہ وہ قوم امن واستحکام کی بہتر حالت میں تھی اور اس وجہ سے ان کی معاشی صورتِ حال بھی قابل رشک تھی لیکن اللہ کی نعمتوں کی ناشکری اور ان کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے انہیں معاشی تنگ دستی اور خوف کی فضا میں مبتلا کر دیا گیا[3]۔اسی طرح قریش کو بطور احسان جتلایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاشی تنگ دستی سے نجات دی اور خوف سے امن عطا کیا لہٰذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ تم اس گھر (بیت اللہ) کے رب کی عبادت کرو۔[4]

امتِ مسلمہ کی وحدت کو قائم رکھنے کے لیے جہاں کچھ احکام دیے گئے ہیں وہیں کچھ کاموں سے بچنے کی ہدایات بھی دی گئی ہیں۔امت مسلمہ کو ایسے تمام کاموں سے منع کر دیا گیا ہے جو امت میں افتراق اور پھوٹ کا ذریعہ بنیں۔قرآن وحدیث نے ہر ایسے عمل سے امت کو روکا ہے جو فرقہ پرستی، باہمی انتشار یا جنگ وجدل کے راستہ پر ڈال دے۔قرآن حکیم نے افتراق سے جس اسلوب میں منع کیا ہے اس سے ہر قسم کے تفریق پیدا کرنے والے عمل کی حرمت واضح ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا [5]

تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ بازی نہ کرو۔

فرقہ واریت نے پاکستانی معاشرے پر جو گہرے اثرات مرتب کیے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہے ۔ عصری درسگاہوں ، دینی مدارس،انتظامی اداروں، خاندان اور معاشرتی تعلقات پر فرقہ واریت نے بہت گہرے اثرات ڈالے جس کی وجہ سے اس معاشرے کو جو آگ لگی اور لگائی گئی اور امن وامان کی صورتِ حال متاثر ہوئی اس نے نئی نسل کو بہت حساس کر دیا اور اس معاشرے کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا اور آج اسی صورتحال کا پاکستان کو سامنا ہے جس کی طرف قرآنِ مجید نے انصار ومہاجرین کو یاد دہانی کرواتے ہوئے منظر کشی کی:وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّار (اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے[6])آج تقریباً یہی کیفیت اس معاشرے کی ہو چکی ہے کہ فرقہ واریت کی بنیاد پر لگی ہوئی آگ تباہی کے کنارے پر اس معاشرے کو لے آئی ہے جس سے نجات کی صرف ایک صورت ہے کہ ہم باہمی اختلافات میں دوبارہ وہی اخلاقی کردار اور طرزِ عمل اختیار کریں جو کہ قرآن وسنت کا بتایا ہوا اور اسلاف کا برتا ہوا ہے۔اس سلسلے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات ایک اہم مقام رکھتی ہیں۔

پاکستان جمہوری ملک ہے جو اپنے نام کے ساتھ موجود اسلامی کی وجہ سے محض جمہوری ملک نہیں بلکہ اسلامی جمہوری ملک قرار پایا ہے۔اسی تناظر میں اس ملک میں قوانین کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنانے اور معاشرے کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کے لیے 'اسلامی نظریاتی کونسل' کی تشکیل کی گئی۔جس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ پاکستانی معاشرے کی اسلامی تعلیمات کے مطابق تشکیل کے لیے پاکستان میں بننے والے نئے قوانین اور جو پہلے سے قوانین رائج تھے ان کو اسلامی اصولوں پر پرکھے اور ان کا جائزہ لے اگر وہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہو تو ان کو اسلامی اصولوں کے مطابق ہم آہنگ کر کے اپنی سفارشات مرتب کرے اور انہیں قانون ساز اداروں کو بھیجے تاکہ اس کی روشنی میں قانون سازی کی

---

[3]۔ النحل۱۶:۱۱۲

[4]۔القریش۱۰۶:۴،۳

[5]۔آل عمران۳:۱۰۳

[6]۔آلِ عمران۳:۱۰۳

جائے۔ پاکستانی معاشرے کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے اور اس کی تشکیل نو کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل نے کئی پہلوؤں سے سفارشات مرتب کیں اور متعلقہ اداروں کی رہنمائی کی ہے۔ پاکستانی معاشرے سے فرقہ واریت، نسل پرستی کے سد باب اور ان کے خاتمے، امن وامان کے فروغ اور اس کے لیے اقدامات کرنے کے سلسلے میں کونسل نے سفارشات دیں ہیں، جن پر مؤثر قانون سازی اور اس پر عملدرآمد کی اشد ضرورت ہے۔

فرقہ واریت کا قرآنی مفہوم

قرآنِ مجید میں فرقہ واریت کے لیے لفظ تفرق آیا ہے اور اسے وحدتِ امت کے منافی طرزِ عمل قرار دے کر ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ تفرق سے کیا مراد ہے؟ کیا ہر قسم کا اختلاف تفرق میں شامل ہے؟ کیا ہر قسم کا اختلاف مذموم اور ممنوع ہے؟ ان سوالات کے حل کے لیے قرآنِ مجید میں اس سلسلے کی نازل ہونے والی آیات کا جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ موضوعِ بحث نکھر کر سامنے آجائے۔

تفرق باب تفعل سے مصدر ہے اور اس کا ماخذ فرق ہے۔ جس کے معنی ہیں چیزوں کو ایک دوسرے سے الگ کرنا، علاحدہ کرنا[7]۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کے اختلاف کو تفرق نہیں کہا جاتا بلکہ اس اختلاف کو تفرق کہا جاتا ہے جو تقسیم کرنے والا ہو، وحدت کو توڑنے والا ہو۔ جیسا کہ ابن منظور الافریقی نے لکھا ہے: وفَرَّق للإفساد تَفْرِيقاًفساد پھیلانے کے لیے تفریق کرنا۔[8]

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں فرقہ واریت کی ممانعت

قرآنِ مجید کی مختلف آیات میں تفرق کی مذمت اور ممانعت وارد ہوئی ہیں۔ ایک مقام پر ارشاد ہوا ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا[9]

سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

اسی طرح قرآن حکیم میں ایسی بہت سی آیات ہیں جن میں ایسے اختلافات کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جو امت کے درمیان پھوٹ کا سبب بنیں اور ایسے اختلافات کو تفرقہ بازی قرار دیا گیا ہے۔ جیسے کہ: سورہ البقرہ (۲۱۳)، سورہ آل عمران (۱۹، ۱۰۵)، سورہ النساء (۱۱۵)، سورہ الانعام (۱۱۹) اور سورہ البینہ (۴)

ان آیات کے مفہوم سے پتہ چلتا ہے کہ دلائل یا علمی رائے کو محض اس لیے رد نہیں کرنا چاہیے کہ وہ فریق ثانی کی خواہشات یا مزاج کے مطابق نہیں ہیں، نہ ہی انہیں تکبر و سرکشی کی وجہ سے رد کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ اس قسم کا رویہ اتحاد واتفاق، ملی وحدت و یکجہتی کے لیے نقصان دہ ہے۔ افرادِ معاشرہ کو'' اختلاف رائے اور تفرقہ بازی'' کے فرق کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کو امت میں تعصب اور تفرقہ پیدا کرنے والا اختلاف سخت

---

[7]۔ الافریقی، محمد بن مکرم (متوفی: ۷۱۱ھ)، لسان العرب، دار صادر—بیروت، ۱۴۱۴ھ، ۲۹۹/۱۰

[8]۔ الافریقی، ۲۹۹/۱۰

[9]۔ آل عمران ۳: ۱۰۳

ناگوار تھا، اسی لیے آپ ﷺ نے ہمیشہ مختلف انداز اور پیرایوں میں تعصب کی مذمت فرمائی اور اس کی حوصلہ شکنی کی ہے۔ اور جہاں کی ایسی صورتِ حال پیدا ہوئی آپ ﷺ نے سختی سے اس کا سدِ باب کیا۔

فرقہ واریت کی صورتیں اور ان کے اسباب

قرآنِ مجید کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ تین قسم کے اختلاف ایسے ہیں جو ممنوع ہے جن کی وجہ سے تفرق پیدا ہوتا ہے اور جو وحدت امت کو نقصان پہنچانے کا باعث بن سکتے ہیں۔

(الف) وہ اختلاف اور تفرق جو حسد و عناد اور قبائلی و علاقائی یا گروہی عصبیت پر مبنی ہو، کسی علمی تحقیق اور دلیل یا مذہبی عقیدے پر مبنی نہ ہو۔ اس کی ممانعت سورہ آل عمران اور اس مفہوم کی دوسری آیات میں آئی ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا[10]

سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

(ب) دوسری صورت یہ ہے کہ اسلام کے بنیادی عقائد میں جان بوجھ اختلاف کرنا اور پھوٹ ڈالنا۔ یہ اختلاف چونکہ لاعلمی کی وجہ سے نہیں کیا جاتا بلکہ جان بوجھ کر کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کی اصل وجہ بھی حسد و عناد و سرکشی ہوتی ہے۔ اس نوع کے تفرق کا ذکر سورۂ شوریٰ (آیت ۱۳ اور ۱۴)، سورہ آل عمران (آیت ۱۰۵) میں ہوا ہے۔

(ج) تفرق کی تیسری قسم کو ابن العربی نے ذکر کیا ہے کہ فروعی اور اجتہادی مسائل میں ایک دوسرے سے براءت اور قطع تعلق کیا جائے اور ایک دوسرے کی تفسیق و تضلیل کی جائے یہ بھی ممنوع ہے۔[11]

اس لیے کہ آراء کا یہ اختلاف قرآن و سنت کی تعبیر میں ہے اور تعبیر و اجتہاد کا اختلاف امت کی وحدت کے منافی نہیں ہے، تو جو شخص اور گروہ اس نوع کے اجتہادی اور تعبیر کے اختلاف کو فرقہ واریت اور گروہ بندی کا ذریعہ بناتا ہے اور مخالف رائے رکھنے والوں کی تضلیل و تفسیق اور تذلیل و تحقیر کرتا ہے وہ بھی قابل مذمت ہے۔

فرقہ واریت کے سدِ باب اور فروغِ امن کے حوالے سے اپنی ایک سفارش میں کونسل نے فرقہ واریت کے منفی اثرات کا احاطہ کیا اور اس کے نقصانات کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ:

پاکستان میں فرقہ واریت کی وبا بڑی تیزی سے پھیلتی جا رہی ہے اور روز بروز اس میں شدت پیدا ہو رہی ہے۔ پاکستانی مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ اور اتحاد ریزہ ریزہ ہوتا جا رہا ہے جس کے نتیجے میں نہ صرف ملک کے اندر مسلمانوں کے اذہان و قلوب پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں بلکہ اس کے اثرات دنیا کے دیگر ممالک میں بسنے والے مسلمانوں تک پھیلتے جا رہے ہیں۔ اگر بڑھتی ہوئی فرقہ واریت کے آگے بند باندھنے کی کوشش نہ کی گئی تو فرقہ واریت کی بڑھتی ہوئی یہ آگ پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ فرقہ وارانہ فسادات میں تیزی سے ہونے والا اضافہ انتہائی تشویش ناک اور خطرناک ہے۔ کئی قیمتی انسانی جانیں فرقہ واریت کی بھینٹ چڑھ کر ضائع ہو چکی ہیں اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ

---

[10]۔ آل عمران ۳:۱۰۳

[11]۔ ابن العربی، ابو بکر، محمد بن عبداللہ (م: ۵۴۳ھ)، احکام القرآن، دار الکتب العلمیہ، بیروت—لبنان، ۱۴۲۴ھ—۲۰۰۳م، ۱/۳۸۱

ایک ہی دین کے پیروکار اپنے باہمی فروعی و مسلکی اختلافات پر ایک دوسرے کے گلے کاٹ رہے ہیں۔ اسلام تو نفرت کی دیوار گرا کر محبت کی فضا قائم کرنے کے لیے آیا تھا مگر مسلمان فرقہ واریت کا شکار ہو کر ایک دوسرے کے خلاف نفرت کی آگ بڑھانے میں مصروف ہیں۔ اللہ نے تو مسلمانوں کو ایک امت قرار دیا ہے اور ان کو تفرقہ سے منع کیا ہے لیکن فرقہ واریت کے باعث امت مسلمہ کے ٹکڑے کیے جا رہے ہیں۔ جو شخص امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہتا ہے وہ اسلامی احکام کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا ہے، خواہ اس کا تعلق کسی بھی فقہی مسلک یا مکتب فکر سے ہو۔[12]

کونسل کی سفارشات

فرقہ واریت کے سدباب کے لیے کونسل نے مختلف سالانہ رپورٹس میں سفارشات دیں ہیں جنہیں ذیل میں نقد و تجزیہ کے ساتھ ذکر کیا جا رہا ہے اور اور ساتھ ہی ساتھ اگر کسی سفارش پر کوئی قانون سازی ہوئی ہو گی تو اس کو بھی سفارش کے ضمن میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

سفارش نمبر ا:

فرقہ وارانہ منافرت کم کرنے کے اقدامات کے طور پر کونسل نے کہا کہ:

ملک بھر میں مقررین، واعظین، ذاکرین ایسے الفاظ استعمال کرنے احتراز کریں جن سے اسلام کے مختلف مکاتبِ فکر کے پیروکاروں میں باہمی منافرت پھیلنے کا اندیشہ ہو بلکہ یہ از بس ضروری ہے کہ وہ لسانی، علاقائی اختلافات کو ختم کرنے اور قومی یکجہتی کے تحفظ پر زور دیں۔[13]

نقد و تجزیہ

ا۔ پاکستان مذہبی طور پر ایک متنوع ملک ہے۔ جہاں مختلف مسالک کے لوگ رہتے ہیں ایسے میں اس طرح کی سفارش دینا ایک مثبت قدم ہے۔

۲۔ مقررین، واعظین، ذاکرین کا معاشرتی شعور بیدار کرنا میں ایک کلیدی کردار ہے۔ اگر وہی نفرتوں کو فروغ دینے لگ جائیں تو پھر اس معاشرے کو تباہی سے کوئی نہیں روک سکتا۔

۳۔ یہ سفارش اس وقت تک رسمی اور ایک اخلاقی بیان ہے جب تک اس پر مؤثر عملدرآمد نہیں ہوتا۔

۴۔ کونسل نے اپنی سفارش میں نفرت انگیز الفاظ استعمال کرنے سے روکا ہے۔ اب یہ نفرت انگیز الفاظ کیا ہیں؟ اس کی تشریح کی ضرورت ہے اس لیے کہ ہر ایک مسلک اپنے اپنے نظریات کے مطابق نفرت انگیز الفاظ کی تشریح کرے گا جس سے معاملہ حل ہونے کے بجائے مزید پیچیدہ ہو جائے گا۔

۵۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے ایک تو حکومت کو مؤثر قانون سازی کرنے کی ضرورت ہے دوسرے یہ کہ مقررین، واعظین اور ذاکرین کی پیشہ وارانہ تربیت کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل اپنا کردار ادا کرے۔

---

[12]۔ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۲۔۱۹۹۳، صفحہ ۲۲۷

[13]۔ سہ ماہی رپورٹ، ۱۹۷۴تا۱۹۷۷، صفحہ ۲۶۲

سفارش نمبر ۲:

مذہبی مکاتبِ فکر میں رواداری اور فقہی اختلافات کو حتی الامکان کم کرنے، قوم میں اتحاد و یکجہتی کو فروغ دینے کے لیے کونسل نے ضرورت محسوس کی کہ مسلمانوں کے مختلف مذہبی فرقوں کے درمیان جو اختلافی مسائل ہیں ان کو نزاع و جدال کا سبب بنانے سے مکمل احتراز ضروری ہے۔ لہٰذا کونسل نے سفارش کی کہ مسلمانوں کے تمام مذہبی فرقوں کے علماے کرام و مشائخ عظام کو چاہیے کہ وہ:

(۱) نزاعی مسائل کو مساجد اور دیگر عوامی مجالس میں بیان کرنے سے احتراز فرمائیں؛

(۲) وہ اپنے عقیدت مندوں کو ہدایت فرمائیں کہ وہ ایسے مسائل کو زیرِ بحث لانے سے گریز کریں جو ملی اتحاد میں انتشار و افتراق کا باعث بنیں؛

(۳) دوسرے مذہبی فرقوں کے اکابر کی تنقیص سے گریز کریں اور اپنے عقیدت مندوں کو بھی اس کی تلقین کریں؛

(۴) مجالس سیرت وغیرہ میں ہر مسلک کے علماے کرام حتی الامکان اجتماعی طور پر شرکت فرما کر اپنے وابستگان میں اتحاد ملی اور باہمی رواداری کا عملی نمونہ پیش فرمائیں۔[14]

نقد و تجزیہ

۱۔ یہ سفارش فرقہ وارانہ منافرت میں کمی لانے کے لیے عوامی سطح پر عملی اقدامات کی تجاویز پر مبنی ہے۔

۲۔ یہ سفارش اس نوعیت کی دیگر سفارشات کی طرح عملی طور پر غیر مؤثر ہے۔ اس لیے کہ اب بھی بعض واعظین، مقررین اور ذاکرین ایسے موضوعات کو عوامی مجالس میں بیان کرتے ہیں جو اختلافات کو بڑھاوا دینے کا باعث بنتے ہیں۔

۳۔ کونسل نے سفارش میں کہا کہ ''نزاعی مسائل'' کو بیان نہ کیا جائے۔ لفظ نزاعی کی توضیح و تشریح میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ ایک مسلک کے لیے جو بات بنیادی عقیدہ ہو، دوسروں کے لیے وہ "نزاعی" ہو سکتی ہے۔ اس لیے اس سفارش میں معیارات اور حد بندی کی وضاحت کی ضرورت ہے۔

سفارش نمبر ۳:

اسی طرح کونسل نے فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے ذرائع ابلاغ کا قبلہ بھی درست کرنے کی سفارش دی اور اس کا مثبت استعمال کرنے کے لیے کہا کہ:

---

[14]۔ سالانہ رپورٹ ۱۹۷۷۔۱۹۷۸، صفحہ ۲۱۰،۲۰۹

ذرائع ابلاغ کو پابند کیا جائے کہ وہ فرقہ وارانہ اختلافات کو ہوا دینے والا مواد ہر گز شائع نہ کریں۔[15]

سفارش پر قانون سازی

پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (PEMRA) اسلام آباد کے 'ضابطہ اخلاق ۲۰۱۵ء' کے ضوابط میں اس سے متعلق واضح ہدایت موجود ہے کہ پروگرامات میں کس نوعیت کا مواد نشر کیا جاسکتا ہے اور کس مواد کو نشر کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اس مسودے میں درج ہے کہ: کوئی ایسا مواد نشر نہیں کیا جائے گا، جو؛

- کسی مذہب، فرقہ یا برادری کے خلاف توہین آمیز کلمات کہنا یا ایسے الفاظ جو مذہبی فرقوں اور لسانی گروپوں میں عدم آہنگی کا سبب بنے؛[16]
- نسل، ذات، قومیت، نسلی یا لسانی، تعلق، رنگ، مذہب، فرقہ، عمر، ذہنی یا جسمانی معذوری پر نازیبا تبصروں کے ساتھ منافرت اور ہتک پر مشتمل ہو؛[17]
- نشر کیے جانے والے پروگرام میں کوئی تحقیر آمیز بیان یا منظر شامل نہ ہو، جو کسی مذہب، فرقے، کمیونٹی، یا لسانی گروہ سے تعصب برتے یا ہم آہنگی کو نقصان پہنچانے کی نشاندہی کرتا ہو؛[18]
- کوئی ایسا پروگرام نشر نہیں کیا جائے گا جس میں کسی مذہب، یا فرقے یا کمیونٹی یا لسانی گروہ کے نام پر یا کسی اور تناظر میں تشدد کے لیے اشتعال دلایا جائے یا اس سے چشم پوشی کی جائے اور قانون کی خلاف ورزی کی حوصلہ افزائی کی جائے۔[19]

نقد و تجزیہ

ا۔ اس سفارش میں کونسل نے ذرائع ابلاغ کے پروگرامات سے متعلق کہا کہ اس کا مواد فرقہ واریت کو فروغ دینے والا نہیں ہونا چاہیے اس سلسلے میں کونسل کو یہ سفارش بھی دینی چاہیے کہ پروگرامات کے کارگزار (Anchor person)، مردانِ کار (Host) اور مہمانوں کو بھی پروگرام میں فرقہ واریت کو ہوا دینے سے گریز کرنا چاہیے اور ساتھ ساتھ اختلافی اور اجتہادی مسائل کو بھی موضوعِ بحث بنانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں پیمرا نے قواعد وضوابط بنائے ہیں لیکن المیہ یہ ہے کہ اس پر عملدرآمد نہ ہونے کی وجہ سے مخصوص اینکر پرسن اپنے پروگرام کی ریٹنگ بڑھانے کے لیے اختلافی مباحث کو زیرِ بحث لا کر قوم کو الجھن میں ڈال دیتے ہیں اور قوم کی تقسیم کا باعث بنتے ہیں لہٰذا اس قانون پر مؤثر عملدرآمد کی اشد ضرورت ہے۔

---

[15]۔ سالانہ رپورٹ، ۱۹۹۲۔۱۹۹۳، ص ۱۸۲، رپورٹ معاشرتی اصلاحات ص ۴۴

[16]۔ https://pemra.gov.pk/assets/uploads/legal/Code_of_Conduct_Urdu.pdf

[17]۔ ایضا

[18]۔ ایضا

[19]۔ ایضا

۲۔اس سلسلے میں کونسل کو ایک سفارش یہ بھی دینی چاہیے اور جس پر قانون سازی بھی کی جائے کہ مذہبی پروگرامات کے لیے کونسل سے رہنمائی لی جائے اور اس کے لیے مہمان مذہبی اسکالرز کا تعین بھی کونسل کی سفارش پر منحصر کرنا چاہیے۔اس کے لیے کونسل اور پیمرا مل کر کوئی طریقہ کار وضع کرلیں۔ جیسا کہ کونسل اس سے پہلے اسی نوعیت کی اپنے ۲۹ جولائی ۱۹۷۸ء کے اجلاس میں وزارت اطلاعات کے لیے سفارش دے چکی ہے ۔جو کہ درج ذیل ہے:

> حرفِ حق، بصیرت، مشعلِ راہ، سرچشمہ ہدایت، صراطِ مستقیم اور دیگر اسی طرح کے دینی پروگراموں کو زیادہ سے زیادہ وقت دیا جائے اور ان پروگراموں کے لیے ایسے اوقات مقرر کیے جائیں جب کہ سامعین و ناظرین کی تعداد زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکے، نیز مقررین اور علما کا انتخاب لازماً اسلامی کونسل کے مشورے سے کیا جائے۔[20]

اسی نوعیت کی ایک درخواست وزارتِ اطلاعات کے مراسلے بذریعہ ڈی او نمبر ۲(۴۴)/ ۸۳۔ پی سی مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۳ء میں کونسل کو موصول ہوئی کہ:

> کونسل سے اشاعتِ دین اور دینی اقدار کے فروغ کے لیے نشر کیے جانے والے پروگراموں میں دیندار اور صحیح افراد کے انتخاب کے لیے کونسل سے رہنما کمیٹی (مانیٹرنگ کمیٹی) تشکیل کرنے کی درخواست کی۔[21]

اور کونسل نے وزارت اطلاعات کی معاونت اور رہنمائی کے لیے مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل رہنما کمیٹی تشکیل کرنے کی سفارش کی۔

۱-	جناب مفتی سیاح الدین کاکاخیل	رکن
۲-	جناب عبدالمالک عرفانی صاحب	رکن
۳-	جناب مولانا عبدالغفار حسن صاحب	رکن
۴-	سیکرٹری	رکن بلحاظ عہدہ[22]

دینی پروگراموں کے لیے اس تجویز پر عمل کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ آج کل خاص طور پر رمضان ٹرانسمیشن میں مختلف ٹی وی چینلز پر ایسے اسکالرز یا میزبانوں کو مدعو کیا جاتا ہے جو غیر ذمہ داران طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے گفتگو کرتے ہیں اور ان کی وجہ سے ناظرین و سامعین میں فقہی اختلافات کو ہوا ملتی ہے اور اس فرقہ واریت کو فروغ ملتا ہے اس کا سدِ باب ہوگا۔اور ان کے بجائے سنجیدہ اور علمی مزاج کے اسکالرز پروگرام کا حصہ بنیں گے تو اس کے ذریعے معاشرتی اصلاح کے ساتھ ساتھ اسلام کی درست تصویر ذرائع ابلاغ کے ذریعے پیش کی جاسکتی ہے۔

سفارش نمبر ۴:

فرقہ وارانہ ہنگاموں سے حکمت عملی کے ساتھ نمٹا جانا چاہیے۔ قانون شکنی کو پوری قوت سے دبا دینا چاہیے اور ایسے لوگوں کو سخت

---

[20]۔رپورٹ ذرائع ابلاغ عامہ، ص ۱۶

[21]۔سالانہ رپورٹ، ۱۹۸۳ء۔۱۹۸۴ء، ۳۳۴

[22]۔سالانہ رپورٹ، ۱۹۸۳ء۔۱۹۸۴ء، ۳۳۵

سزائیں دینی چاہئیں جو ہنگامہ آرائی کے مرتکب ہوں۔

نقد و تجزیہ

۱۔ یہ سفارش واضح کرتی ہے کہ فرقہ وارانہ شدت پسندی محض مسلکی مسئلہ نہیں بلکہ قومی سلامتی کا مسئلہ بھی ہے۔اس لیے اس کا سدِ باب نہایت ضروری ہے۔

۲۔اور یہ ریاست کی رٹ قائم کرنے کے لیے بھی ضروری ہے تاکہ ملک میں فساد مچانے والے کمزور ہوں نہ کہ ریاست کمزور پڑ جائے۔

۳۔البتہ اس کے لیے کونسل نے جو کہا کہ حکمت عملی اس کا ہونا بہت ضروری ہے۔اس لیے کہ اگر طاقت کے استعمال میں احتیاط اور قانون کی حدود کا خیال نہ رکھا جائے تو یہ ریاستی جبر کی صورت اختیار کر سکتا ہے، جس سے عوام میں ناراضی اور شدت پسندی بڑھ سکتی ہے۔

۴۔اس سفارش میں "ہنگامہ آرائی کے بعد" کے اقدامات کا ذکر ہے۔اور یہاں تک نوبت پہنچنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس سلسلے میں پیشگی روک تھام کے حوالے سے کونسل نے جو تجاویز دی ہیں ان پر عملدرآمد کو ممکن بنایا جائے۔

سفارش نمبر۵:

نسل پرست لیڈروں کی بے لگام تقریروں اور تحریروں پر موثر ضبط قائم رکھنے کے لیے انتہائی سخت اقدامات کیے جانے چاہئیں۔ جن لوگوں کی تقریریں یا تحریریں قابل اعتراض ہوں یا قانون کی زد میں آتی ہوں ان کے خلاف قانونی کارروائی کا آغاز کرنے میں کسی تذبذب یا پس و پیش سے کام نہیں لیا جانا چاہیے۔

نقد و تجزیہ

فرقہ واریت کے حوالے سے عمومی نقطہ نظر یہ پایا جاتا ہے کہ صرف مذہبی بنیادوں پر ہی فرقہ واریت کی جاتی ہے حالانکہ مذہبی تعصب کے علاوہ لسانی، قومی، صوبائی، نسلی، رنگی اور علاقائی تعصب کی بنیادوں پر بھی فرقہ واریت کی جاتی ہے اور ان کے حوالے سے بھی سخت لائحہ عمل اختیار کرنے کی ضرورت ہے اور اسی حوالے سے کونسل نے یہ سفارش دی ہے۔

سفارش نمبر۶:

لاؤڈ سپیکر اور آواز کو بڑھانے یا بلند کرنے والے آلات کا بلا اجازت عام استعمال صرف اذان اور جمعۃ المبارک تک محدود ہونا چاہیے۔اس کے علاوہ دیگر تمام مذہبی اداروں میں ان آلات کا غیر ضروری استعمال ممنوع قرار دیا جانا چاہیے اور مقررین کی آواز چار دیواری تک محدود ہونی چاہیے۔[23]

سفارش پر قانون سازی

لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے حوالے سے وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں نے اپنے اپنے طور پر قانون سازی کی ہے کہ فرقہ واریت کو فروغ دینے میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال قابل جرم ہے اور اس کی سزا بھی ان قوانین میں مقرر کی گئی ہے۔اس سلسلے میں بنیادی قانون ۱۹۶۵ء کا ایک آرڈیننس ہے جس میں لاؤڈ اسپیکر اور ساؤنڈ ایمپلی فائر سے متعلق قانون سازی کی گئی تھی اور بعد میں اسے ہی بنیاد بناتے ہوئے ایکٹ کی صورت میں نافذ کیا گیا۔[24]

---

[23]۔سفارش نمبر۵، ۴، ۳، سالانہ رپورٹ ۱۹۹۲۔۱۹۹۳ صفحہ ۱۹۷

[24]https://pakistancode.gov.pk/english/UY2FqaJw1-apaUY2Fqa-apaUY2Npa51r-sg-jjjjjjjjjjjj

نقد و تجزیہ

اس سفارش میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے حوالے سے کونسل نے صرف مذہبی اداروں کو مدِ نظر رکھ کر قانون سازی کرنی کی سفارش دی ہے حالانکہ فرقہ واریت پھیلانے کے مزید جتنے اسباب ہیں، جیسے کہ: سیاسی، لسانی، علاقائی، ان سب کو سفارش میں مدِ نظر رکھنا چاہیے تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ صرف اداروں یا مساجد میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے حوالے سے قانون سازی کرنے کے علاوہ کھلے مقامات پر ہونے والے پروگرامات کو بھی مدِ نظر رکھ کر سفارش دینی چاہیے تھی۔

سفارش نمبر ۷:

ان سفارشات کے علاوہ ایک اور سفارش کونسل نے فرقہ واریت کے نقصانات اور اس کے منفی اثرات کا احاطہ کرنے کے بعد سیاسی کارکنان کو مخاطب کرتے ہوئے دی کہ:

سیاسی کارکنوں کو چاہیے کہ وہ اپنی تمام صلاحیتیں اور توانائیاں فرقہ واریت کے خلاف صرف کریں اور اپنی تحریر و تقریر اور عمل کے ذریعے فرقہ واریت کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کریں۔ ان کو چاہیے کہ فرقہ پرستوں کی مذمت کریں، ان کا سوشل بائیکاٹ کریں اور ان تقریبات کا بائیکاٹ کریں جن سے فرقہ واریت کو فروغ ہو اور وہ اپنے اپنے علاقے، قصبے، گاؤں، ٹاؤن یا شہر کی مساجد میں فرقہ وارانہ تقاریر کا سلسلہ روکیں اور کسی دیگر محفل مجلس یا تقریب میں کسی مقرر کو ایسی بات کرنے کی اجازت نہ دیں جس سے فرقہ واریت کے پھیلنے کا اندیشہ ہو یا کسی دوسرے مسلک کے افراد کی دل آزاری ہوتی ہو۔ فرقہ واریت کو روکنے میں مذہبی، سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے سیاسی کارکن زیادہ موثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اگر وہ اپنی سیاسی جماعت کے پلیٹ فارم سے اتحاد و یگانگت کی تلقین کریں اور فرقہ واریت کو ختم کرنے کی مہم چلائیں تو اس سے بڑے مثبت نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔[25]

نقد و تجزیہ

اس سفارش میں کونسل نے سیاسی کارکنان کو مخاطب کر کے انہیں فرقہ واریت کے سدِ باب کے لیے کردار ادا کرنے کی ترغیب دی ہے۔ جو کہ مستحسن عمل ہے البتہ کونسل کو چاہیے کہ وہ اپنی سفارشات تقریری انداز میں دینے کے بجائے قانونی مسودے کی صورت میں قانون ساز اداروں کو دے تاکہ اس پر بآسانی قانون سازی کی جا سکے۔

سفارش نمبر ۸:

کونسل نے تعصبات کے دیگر عوامل کے سدِ باب کے لیے ایک سفارش یہ دی کہ:

پاکستانی معاشرے میں جہاں فرقہ وارانہ تعصب پایا جاتا ہے وہاں اور کئی دیگر تعصبات بھی پائے جاتے ہیں۔ برادری ازم، لسانی اور علاقائی تعصب کے باعث معاشرے کی سالمیت اور یکجہتی کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ برادری ازم تو ہمارے معاشرے کا ایسا خطرناک تعصب ہے جس کا بڑے فخر کے ساتھ تذکرہ کیا جاتا ہے۔ اگر ایک برادری کا آدمی غلطی پر بھی ہو تو اس کی برادری کے دیگر افراد اس کا بھرپور ساتھ دیتے ہیں اور علی الاعلان کہتے ہیں کہ کیا کریں برادری کی عزت کا سوال ہے۔ ستم ظریفی کی حد یہ ہے کہ اب بیشتر سیاسی جماعتیں عام انتخابات میں بھی امیدوار کی برادری کو پیش نظر رکھ کر ٹکٹ جاری کرنے لگی ہیں کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ جس امیدوار کی برادری زیادہ ہو وہ برادری ازم کی بنیاد پر آسانی سے

18-6-25(10:17PM)
https://sindhlaws.gov.pk/setup/publications_SindhCode/PUB-NEW-19-000026.pdf

18-6-25 (10:19PM)
http://punjablaws.gov.pk/laws/182.html 18-6-25 (10:22PM)

[25]۔ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۲۔۱۹۹۳، صفحہ ۲۲۷

کامیاب ہو سکتا ہے۔اسلام تو اس قسم کی عصبیتوں کو مٹانے کے لیے آیا تھا اور اس نے کسی انسان کے بہتر ہونے کا معیار تقویٰ کو بنایا تھا مگر اب پاکستان میں اسلام کے قائم کردہ معیار کے بجائے دور جاہلیت کے قائم کردہ معیار کو اختیار کر لیا گیا ہے۔ سیاسی کارکنوں کو برادری ازم کے بت کو پاش پاش کرنے کے لیے زوردار مہم چلانی چاہیے اور ان کو خود بھی برادری ازم کے فریبی جال سے نکلنا ہوگا۔ جب تک برادری ازم ختم نہیں ہوگا، پاکستانی معاشرے کو بہتر معاشرہ نہیں بنایا جاسکتا۔ برادری ازم کے خاتمے کے لیے سیاسی کارکن مرکزی کردار ادا کر سکتے ہیں کیونکہ یہ فتنہ ان کا اپنا ہی پیدا کردہ ہے۔ بلدیاتی ادارے، صوبائی یا قومی اسمبلی کا انتخاب جیتنے کے لیے یا کوئی دیگر مفاد حاصل کرنے کے لیے برادری ازم کا پرچار کرنا انتہائی منفی رویہ ہے جس کو ترک کرنے کی ضرورت ہے۔ سیاسی کارکنوں کو لسانی بنیادوں پر نہ تو کوئی جماعت تشکیل کرنی چاہیے اور نہ کسی ایسی جماعت تنظیم کی امداد کرنی چاہیے۔ اسی طرح کسی مخصوص علاقے کی اساس پر بھی کوئی سیاسی تنظیم نہیں بنانی چاہیے اور نہ ہی ایسی تنظیم کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ زبان اور علاقے کی بنیاد پر قائم ہونے والی سیاسی تنظیمیں معاشرے میں منافرت پیدا کرتی ہیں اور اس سے ملکی یک جہتی، سالمیت، اتحاد اور اسلامی اخوت کو نقصان پہنچتا ہے۔ اسلام نے حسب نسب، رنگ و زبان اور ہر قسم کے امتیازات و تعصبات کو مٹا دیا تھا۔ چنانچہ ایسے امتیاز و تعصبات کا از سر نو احیا اسلامی تعلیمات و احکامات کے منافی ہے۔ چنانچہ ہر سیاسی کارکن کو ان غیر اسلامی تعصبات و امتیازات کو مٹانے کے لیے جہاد کرنا چاہیے تاکہ پاکستانی معاشرے میں وحدت، اخوت اور مساوات کا قیام عمل میں آسکے۔[26]

نقد و تجزیہ

اس سفارش میں کونسل نے کہا کہ برادری ازم کی بنیاد پر جو تنظیمیں قائم ہیں انہیں ختم کر دینا چاہیے۔ کونسل کی یہ رائے اسلامی تعلیمات و مزاج کے برعکس معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اگر اس سفارش کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو نبی کریم ﷺ کے مدینہ پہنچنے کے بعد وہاں کے دو بڑے قبائل اوس و خزرج جو برادری کی بنیاد پر قائم تھے ان کی ہیت کو رسول اللہ ﷺ نے بالکل ختم نہیں کیا بلکہ ان کی ہیت کو باقی رکھا گیا البتہ تعصب کی مذمت کی گئی اور برادری و قبیلے کی بنیاد پر ہر قسم کے تعصب کو ختم کرنے پر ابھارا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض برادری یا قبیلے کی بنیاد پر تنظیم بنانا ممنوع نہیں ہے بلکہ اس کی بنیاد پر تعصبات کو فروغ دینا اور سرگرمیاں کرنا یہ ممنوع فعل ہے۔ لہٰذا یہ حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ معاشرے کو اس طرح تشکیل دے کہ اس میں افرادِ معاشرہ کو مختلف بنیادوں پر تعصبات کو ہوا دینے کا موقع نہ ملے اور اگر کوئی اس بنیاد پر تعصبات کو ہوا دینے اور سرگرمیاں کرنے کی کوشش کرے تو اس کا سدِ باب کرے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے اسوہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک موقع پر ایک یہودی کی سازش کی بنا پر اوس و خزرج کے درمیان قبائلی تعصب ابھر آیا اور آپس میں خانہ جنگی کی کیفیت پیدا ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا سدِ باب کیا۔[27] اسی طرح ایک موقع پر انصار و مہاجرین میں انصاری اور مہاجر کی بنیاد پر جھگڑا کھڑا ہو گیا اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو انصار و مہاجرین کی بنیاد پر پکارا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی سخت مذمت فرمائی اور تعصب کے اس نعرے کو 'جاہلیت کا نعرہ' اور ایک 'بدبودار نعرہ' قرار دیا۔[28]

سفارش نمبر۹:

اسی طرح ۲۰۰۱ میں وزارتِ داخلہ نے فرقہ پرست گروہوں اور نجی مجاہد تنظیموں کی بابت چند سوالات کونسل کو ارسال کیے اور رہنمائی چاہی، استفسار میں پوچھا گیا کہ:

(الف) ایسے گروہوں (تنظیموں) کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر کیا ہے؟

(ب) کیا حکومت ایسے گروہوں کو بلا روک ٹوک اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت دے؟

---

[26]۔ سالانہ رپورٹ ۱۹۹۲۔۱۹۹۳، صفحہ ۲۲۸، سالانہ رپورٹ ۱۹۷۷۔۱۹۷۸، صفحہ ۲۰۷، رپورٹ معاشرتی اصلاحات، ص، ۹۰

[27]۔ شوکانی، محمد بن علی (م: ۱۲۵۰ھ) فتح القدیر، دار زمزم، ریاض، ۱۴۱۳ھ، ۱/۵۴۸

[28]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل (م: ۲۵۶ھ)، الصحیح، دار الشعب – القاهره، ۱۴۰۷–۱۹۸۷، حدیث ۳۵۱۸

(ج) کیاایک اسلامی ریاست میں رہنے والے کسی گروہ کو اسلامی حکومت کی پالیسی کے خلاف کسی دوسرے فرقہ یا کسی دوسرے ملک کے خلاف جہاد کا اعلان کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے؟

کونسل نے اس کے جواب میں حسبِ ذیل رائے دی:

(الف) مسلکی اختلاف کی بنیاد پر دہشت گردی کی اسلام میں کوئی اجازت نہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر سے ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کی جان و مال اور آبرو کو بھی تحفظ حاصل ہوتا ہے، چہ جائیکہ مسلمانوں کا جان و مال اور آبرو۔ حکومت کو فرقہ واریت اور دہشت گردی پر کنٹرول کے لیے مؤثر اور جرأت مندانہ اقدام کرنے چاہییں۔ وطنِ عزیز میں ہر شخص کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہے اور یہی ذمہ داری ایک حکومت کی وجہ جواز ہوتی ہے۔

(ب) دہشت گرد اور فرقہ وارانہ تنظیموں پر پابندی عاید کی جانی چاہیے۔

(ج) ایک اسلامی ریاست میں رہنے والے کسی گروہ کو اسلامی حکومت کی پالیسی کے خلاف کسی دوسرے فرقہ کے خلاف جو اسلامی ریاست کا باشندہ ہو از خود جہاد کا اعلان کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔[29]

نقد و تجزیہ

۱۔ کونسل کا یہ مؤقف بالکل ٹھیک ہے کہ مسلک کے نام پر فرقہ واریت یا دہشت گردی کرنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

۲۔ ایسی تنظیموں پر پابندی لگانے کا مؤقف بھی ٹھیک ہے۔

۳۔ ایسی طرح ریاست کے اعلان کے بغیر خود ساختہ جہاد کا اعلان کرنا اس کی بھی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

۴۔ یہ تمام سفارشات قابل غور اور قابل تحسین ہے۔ لیکن اس کے باوجود معاشرے میں ایسی تنظیموں کے وجود کا پایا جانے جو فرقہ واریت کو ہوا دیتی ہو حکومتی کارکردگی پر ایک سوالیہ نشان ہے۔

۵۔ بسا اوقات کسی فرقہ پرست تنظیم پر پابندی لگادی جاتی ہے لیکن وہ پھر کسی نام سے وجود میں آجاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان فرقہ پرستانہ ذہنیت رکھنے والوں کو جانتے بوجھتے حکومت نئے نام سے تنظیم بنانے کی اجازت کیونکر دیتی ہے؟ اس لیے اس حوالے سے ایک جامع پالیسی تشکیل دینے کی ضرورت ہے۔ کونسل فرقہ واریت کے سدِ باب کے لیے سفارشات دیتی ہیں لیکن حکومت ان پر عملدرآمد نہیں کرتی تو معاشرے سے فرقہ بندی کے زہریلے اثرات کیسے ختم ہونگے؟

تجاویز و سفارشات

۱۔ کونسل کی جن سفارشات کا تعلق قانون سازی سے ہے ان پر مؤثر قانون سازی کی جائے۔

۲۔ فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے موجودہ قانون سازی پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

---

[29]۔ سالانہ رپوٹ ۲۰۰۰۔۲۰۰۱، صفحہ ۱۵۱۔۱۵۲

۳۔ تمام مکاتب فکر کے بااثر علما کی آراء کی روشنی میں فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے مؤثر لائحہ عمل تشکیل دیا جائے۔

۴۔ حکومتی سطح پر مساجد کی رجسٹریشن مسلکی بنیادوں پر کرنے کے بجائے اس کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل کی مشاورت سے کوئی اور طریقہ کار اختیار کیا جائے۔

۵۔ مذہبی فرقہ واریت کے علاوہ نسلی، علاقائی، صوبائی، لسانی اور قومی بنیادوں پر بھی فرقہ واریت کرنے والوں کے خلاف سخت اقدامات کیے جانے چاہیں۔

۶۔ برادری کی بنیاد پر قائم تنظیموں /انجمنوں کو فلاحی کاموں پر توجہ دینے کی ترغیب دی جائے اور برادری ازم کی بنیاد پر سیاسی و مسلکی سرگرمیاں کرنے کی حوصلہ شکنی کی جائے اگر کوئی برادری اس میں ملوث ہو تو اس انجمن کی رجسٹریشن ختم کر دی جائے۔

۷۔ ذرائع ابلاغ کے مذہبی نوعیت کے پروگرامات یا دینی گفتگو کے لیے مہمانوں کا انتخاب اسلامی نظریاتی کونسل کی رہنمائی سے کرنا چاہیے اور اس حوالے سے کونسل اور پیمرا مل کر کوئی مؤثر طریقہ کار وضع کرے۔

۸۔ ذرائع ابلاغ پر فرقہ واریت کو فروغ دینے والوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے اور ایسے افراد پر پروگرامات کی میزبانی کرنا یا بطور مہمان شریک ہونے پر پابندی عائد کی جائے۔

۹۔ ضلعی انتظامیہ کو بھی فرقہ واریت کے سدِ باب کے لیے خصوصی انتظامات کرنے کی ضرورت ہے۔اور ضلعی سطح پر مختلف تنظیموں کے نمایندوں پر مشتمل مستقل نمایندہ مجلس بنانے کی ضرورت ہے اور ان کی مشاورت سے لائحہ عمل طے کیا جائے اور اس کے بعد اگر کسی گروہ کا کوئی فرد اس کی خلاف ورزی کرے تو سختی کے ساتھ نمٹا جائے۔اور اگر کبھی کسی جگہ کوئی مسئلہ ہو جائے اور جھگڑے تک نوبت جا پہنچے تو یہ کمیٹی مصالحتی کردار ادا کرے۔

۱۰۔ عقائد و اعمال کے مشترک پہلو تلاش کر کے معاشرے میں انہیں فروغ دینے کی منظم کوششیں کی جائے اور اس طرح اتحاد و اتفاق کا ماحول بنانے کا عمل شروع کیا جائے اور اس طریقہ کار کے ذریعے برداشت کا ماحول بنایا جائے۔

۱۱۔ معاشرے کے وہ طبقات اور تنظیمیں جو اتحاد و اتفاق کی بات کرتے ہیں اور اسے فروغ دینے کی کوششوں میں مصروف ہیں ان کی حوصلہ افزائی کی جائے اور معاشرے میں ان کی دعوت کے اثرات پھیلانے میں راہیں ہموار کی جائیں۔

۱۲۔ خطبا کو حکومتی سطح پر خطبات لکھ کر دینے کے بجائے عمومی نوعیت کی ہدایات دی جائیں اور پابند کیا جائے کہ مخصوص موضوعات کے علاوہ باقی موضوعات کو وہ خطبۂ جمعہ کا موضوع بنائے۔ مثال کے طور پر: اختلافی اور اجتہادی مسائل، کسی خاص مسلک یا گروہ پر طنز ،تعریض و تشنیع یا مناظرانہ انداز میں گفتگو کرنا وغیرہ تو ایسے عنوانات کو خطبۂ جمعہ کا موضوع نہ بنایا جائے بلکہ معاشرتی اصلاحات، خدمت خلق، حقوق العباد، اخلاقیات، برے اخلاق کے عنوانات کو خطبات جمعہ کے موضوعات بنائے جائیں اور اس سلسلے کا باقاعدہ جائزہ لینے کے لیے علماے کرام سے مل کر کوئی طریقۂ وضع کیا جائے۔

۱۳۔ اسی طرح ایسی کتابیں، رسالے، پمفلٹس اور کسی بھی قسم کا دوسرا مطبوعہ مواد جو کسی بھی فرقہ یا ذیلی فرقے کی جانب سے شائع ہو، شائع ہونے سے پہلے اس کی جانچ پڑتال کی جانی چاہیے اور ایسا کوئی اختلافی مواد شائع کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے جس کا مقصد دوسرے فرقے کے جذبات واحساسات کو مجروح کرنا ہو۔

۱۴۔ فرقہ واریت کے خاتمے کے سلسلے میں نصاب تعلیم میں بھی تبدیلی کی جائے اور اس کے ذریعے باہمی احترام، اختلاف رائے کے آداب کو فروغ دیا جائے۔

۱۵۔ مسلم تاریخ کا وہ دور جب اختلاف رائے ہونے کے باوجود آپس میں باہمی احترام اور وسعتِ قلبی ہوتی تھی اس دور کے اہم اور مستند واقعات کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

۱۶۔ موجودہ دور میں ہر مسلک کے جید اور بڑے علما ایک دوسرے کے اداروں کا دورہ کریں اور ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھیں تو اس سے بھی فرقہ واریت کی شدت میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔

۱۷۔ ہر مسلک کے خطبا کے لیے ایک طریقہ کار اور میرٹ متعین کیے جائیں اور ایسا ضابطہ طے کیا جائے جس کی وجہ سے نااہل، بے مہار اور شدت پسند خطبا کو منبر و محراب سے دور رکھا جا سکے۔

۱۸۔ اسی طرح فرقہ واریت کے سدِ باب اور فروغ امن کے سلسلے میں پیغام پاکستان میں جو نکات دیے گئے ہیں ان پر عملدرآمد کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں۔

۱۹۔ عوام میں ایک تاثر یہ بھی ہے کہ حکومتی ایجنسیاں فرقہ پرست تنظیموں کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہے اسی لیے ایسی تنظیموں کو مکمل ختم نہیں کیا جاتا تو اس تاثر کو ختم کرنے کے لیے بھی عملی اقدامات کیے جائیں۔

۲۰۔ فرقہ واریت کے سدِ باب کے سلسلے میں کونسل کے ''محرم ضابطہ اخلاق ۲۰۲۳'' پر عملدرآمد کو بھی ممکن بنایا جائے۔

۲۱۔ فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے کونسل نے جو سفارشات مرتب کی ہیں ان پر ایم فل کی سطح پر کام کرنے ضرورت ہے۔ تاکہ فرقہ واریت کے خاتمے کے سلسلے میں مزید تحقیقی کام سامنے آئے اور اس کی روشنی میں مؤثر حکمتِ عملی طے کی جا سکے۔